وَقُل جَاءَ الحَقُّ وَزَهَقَ البَاطِلُ ۚ إِنَّ البَاطِلَ كَانَ زَهُوقاً

شمارہ نمبر ۱۲

ستمبر ۲۰۱۹

دوماہی مجلّہ

الاجماع

* مرسل معتضد کی بحث اور اہل حدیث علماء کے اعتراضات کے جوابات * امام حماد بن زید (م ۱۷۹ھ) کی نظر میں امام ابو حنیفہ (م ۱۵۰ھ) ثقہ ہیں * قاضی اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہ (م ۲۱۲ھ) ائمہ کی نظر میں۔

ALIJMA FOUNDATION

ناشر: الاجماع فاؤنڈیشن

فہرست مضامین

نوٹ:

حضرات ! ہم نے حتی الامکان کوشش کی ہے کہ اس رسالہ میں کتابت (ٹائپنگ) کی کوئی غلطی نہ ہو ، مگر بشریت کے تحت کوئی غلطی ہو جانا امکان سے باہر نہیں۔

اس لئے آنحضرات سے مؤدبانہ گذارش ہے کہ کتابت کی کسی غلطی پر مطلع ہوں تو اسے دامن عفو میں چھپانے کی بجائے ادارہ کو مطلع فرمادیں، تاکہ آئندہ اس کی اصلاح کی جاسکے۔ جزاکم اللہ خیراً

ہمارا نظریہ

ہمیں کسی سے عناد و دشمنی نہیں ہے۔ حدیث میں نماز کے سلسلے میں متعدد روایتیں آئی ہیں۔ ایک پر آگر غیر مقلدین عمل کرتے ہیں تو ان سے کیوں لڑا جائے، جب کہ وہ بھی حدیث میں آیا ہے۔ لیکن جب وہ حنفیوں کو طعنہ دیتے ہیں کہ یہ حدیث پر عمل نہیں کرتے قیاس پر عمل پیرا ہیں،

تو اس وقت سوچو ! کیسے خاموش رہا جائے اور یہ کیوں نہ بتایا جائے کہ **حدیث پر تم سے زیادہ عمل کرنے والے ہم ہیں، اور تم زیادہ حدیث جاننے والے ہم ہیں۔**

محدث ابو المآثر حبیب الرحمٰن اعظمی رحمہ اللہ

بادلِ ناخواستہ

انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ فرقہ اہل حدیث اور دوسرے باطل فرقے اپنی تعلیمات اپنے سننے والوں میں بیان کرنے کی بجائے ہمیشہ دوسروں پر ،اکثر غیر مناسب انداز میں اعتراض کرنے کو ترجیح دیتا ہے اور اہل حق علماء کو گمراہ اور کافر کہنے تک سے گریز نہیں کرتے، جس سے فتنہ برپا ہوتا ہے۔

ان لوگوں کے اس فتنے کو بند باندھنے کیلئے بادل ناخواستہ قلم اٹھانا پڑتا ہے ،ورنہ ملکی اور عالمی حالات اس بات کا تقاضہ کرتے ہیں کہ مسلمانوں کی صلاحتیں کہیں اور صرف ہوں۔

ادارہ: الاجماع فاؤنڈیشن

مرسل معتضد کی بحث

اور

اہل حدیث علماء کے اعتراضات کے جوابات۔

- مولانا نذیر الدین قاسمی

مرسل معتضد کے سلسلے میں امام شافعیؒ کے ارشاد اور اس کی شرح :

مشہور ثقہ مجتہد، ناصر الحدیث، امام محمد بن ادریس الشافعیؒ (م ۲۰۴؁ھ) فرماتے ہیں کہ:

المنقطع مختلف فمن شاهدَ أصحاب رسول الله من التابعين، فحدَّث حديثاً منقطعاً عن النبي: اعتُبر عليه بأمور:

منها: أن ينظر إلى ما أَرسل من الحديث، فإن شَرِكَه فيه الحفاظ المأمونون، فأسندوه الى رسول الله بمثل معنى ما روى: كانت هذه دلالةً على صحة مَن قبل عنه وحفظه.

وإن انفرد بإرسال حديث لم يَشركه فيه من يُسنده قُبِل ما ينفرد به من ذلك.

ويعتبر عليه بأن ينظر: هل يوافقه مرسِل غيره ممن قُبل العلم عنه من غير رجاله الذين قُبل عنهم؟

فإن وُجد ذلك كانت دلالةً يَقوى له مرسلُه، وهي أضعف من الأولى.

وإن لم يوجَد ذلك نُظر إلى بعض ما يُروى عن بعض أصحاب رسول الله قولاً له، فإن وُجد يوافق ما روى عن رسول الله كانت في هذه دلالة على أنه لم يأخذ مرسَلَه إلا عن أصل يصح إن شاء الله.

وكذلك إن وُجد عوامُّ من أهل العلم يُفتون بمثل معنى ما روى عن النبي.

قال "الشافعي": ثم يُعتبر عليه: بأن يكون إذا سمى من روى عنه لم يسمِّي مجهولاً ولا مرغوباً عن الرواية عنه، فيُستدل بذلك على صحته فيما روى عنه.

ویکون إذا شَرِك أحداً من الحفاظ في حديث لم يخالفه، فإن خالفه وُجد حديثه أنقصَ: كانت في هذه دلائل على صحة مخرج حديثه.

ومتى ما خالف ما وصفت أضرَّ بحديثه، حتى لا يسع أحداً منهم قبول مرسله

قال: وإذا وجدت الدلائل بصحة حديثه بما وصفت أحببنا أن نقبل مرسله

امام شافعیؒ کی شرائط کا خلاصہ:

قبول مراسیل کیلئے امام شافعیؒ نے ۷ شرائط ذکر کی ہیں، ۳ مرسِل کے لئے اور '۴' اس مرسَل روایت کے لئے:

مرسِل (ارسال کرنے والے) کے لئے شرائط:

(۱) کبار تابعین میں شمار کیا جاتا ہو۔ **(بنیادی شرط)**[1]

(۲) مرسِل: غیر ثقہ، مجہول سے روایت کرنے کا عادی نہ ہو۔

(۳) اس کی مرفوع حدیثیں شاذ نہ ہوں۔

مرسَل روایت کے لئے شرائط:

(۱) وہ مرسَل روایت کسی دوسری طریق سے متصل و مسند آئی ہو۔

(۲) کسی دوسری طریق سے مرسلاً مروی ہو۔

(۳) صحابہ کرامؓ کے فتاوی سے اس کی توثیق ہو رہی ہو۔

(۴) جمہور اہل علم کے درمیان مقبول ہو۔

(ماخوذ من کتاب الرسالہ للشافعی بحوالہ علوم الحدیث مطالعہ و تعارف: **ص ۱۳۳-۱۳۴**، طبع مقامی جمعیت اہل حدیث، علی گڑھ، یوپی)

---

[1] اس شرط کو بنیادی شرط کہنے کی وجہ آگے آرہی ہے۔

ایک اہم وضاحت:

یہاں پر امام شافعیؒ نے ۷ شرائط ذکر کی ہیں: **لیکن ان ۷ شرائط کے ذکر کا مقصد یہ ہرگز نہیں کہ امام شافعیؒ کے نزدیک مرسَل اسی وقت حجت ہو سکتی ہے جب ۷ کے ۷ مکمل شرائط اس مرسِل اور مرسَل روایت میں پائی جائیں۔**

بلکہ **ان کے نزدیک اگر مرسِل (ارسال کرنے والے) صرف کبار تابعین میں سے ہوں، اور اس مرسِل (ارسال کرنے والے) کی مرسَل روایت میں، امام شافعیؒ کی مرسَل روایت کیلئے ذکر کردہ درج ذیل ۴ شرائط میں سے کوئی ایک شرط بھی پائی جائے، تو وہ ان کے نزدیک حجت ہو گی۔** وہ ۴ شرائط یہ ہیں:

(۱) وہ مرسَل روایت کسی دوسری طریق سے متصل و مسند آئی ہو۔

(۲) کسی دوسری طریق سے مرسلاً مروی ہو۔

(۳) صحابہ کرامؓ کے فتاوی سے اس کی توثیق ہو رہی ہو۔

(۴) جمہور اہل علم کے درمیان مقبول ہو۔

خلاصہ یہ کہ امام شافعیؒ کے نزدیک حدیث مرسَل اس وقت حجت اور مقبول ہو گی، جبکہ ارسال کرنے والا تابعی کبار تابعین میں سے ہو، اور ان کی ذکر کردہ مرسَل حدیث کے لئے شرائط میں سے کوئی ایک شرط پائی جائے۔

امام شافعیؒ کے کلام سے اس کی دلیل:

کتاب الام میں موجود امام شافعیؒ کے کلام میں "**إن لم يوجد**" اگر یہ شرط نہ پائی گئی تو۔۔۔ یہ الفاظ صاف طور سے دلالت کر رہے ہیں کہ ان کے نزدیک مرسل حدیث کے لئے مذکورہ بالا تمام شرائط کا یکجا ہونا ضروری نہیں۔

دیکھئے: **مناقب الشافعي للبيهقي: ج ۲: ص ۳۱، المدخل للبيهقي: ج ۱: ص ۳۴۷، الكفاية للخطيب: ص ۴۰۵۔**

امام شافعیؒ کے کلام کی شرح ائمہ محدثین سے:

(۱) امام بیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) کہتے ہیں کہ:

فالشافعي رحمه الله، يقبل مراسيل كبار التابعين إذا انضم إليها ما يؤكدها

امام شافعیؒ کبار تابعین کی مراسیل کو اس وقت قبول کرتے ہیں جبکہ دوسری روایت سے اس کی تائید ہوتی ہو۔ **(مناقب الشافعی: ج ۲: ص ۳۲)**۔

اس سے معلوم ہوا کہ امام شافعیؒ کے نزدیک مرسَل روایت کو کسی ایک بھی شرط سے تائید مل جائے، تو یہ ان کے نزدیک مرسل کے حجت ہونے کے لئے کافی ہے۔

(۲) حافظ ابن حجر عسقلانیؒ **(م ۸۵۲ھ)**۔

(۳) امام نوویؒ **(م ۶۷۶ھ)** وغیرہ نے امام شافعیؒ **(م ۲۰۴ھ)** کے کلام کو مختصراً ذکر کیا کہ:

"يقبل إن اعتضد بمجيئه من وجه آخر يباين الطرق الأولى مسندا كان أو مرسلا؛ ليترجح احتمال كون المحذوف ثقة في نفس الأمر"

مرسَل کو قبول کیا جائے گا اگر وہ دوسرے طریق سے مسنداً یا مرسلاً آئی ہو، تا کہ (ارسال میں) محذوف راوی کے ثقہ ہونے کا احتمال راجح ہو جائے۔ **(نزہۃ النظر لابن حجر: ص ۸۳، تحقیق عتر، شرح مسلم للنووی: ج ۱: ص ۳۰)**۔

ان ائمہ نے بھی امام شافعیؒ کے شرائط کا مقصد اصل میں کسی ایک شرط سے مرسل روایت کو تائید حاصل ہونا مراد لیا ہے۔

(۴) حافظ ابن کثیرؒ **(م ۷۷۴ھ)** کہتے ہیں کہ:

" الذي عول عليه كلامه في الرسالة "أن مراسيل كبار التابعين حجة، إن جاءت من وجه آخر ولو مرسلة، أو اعتضدت بقول صحابي أو أكثر العلماء، أو كان المرسل لو سمى لا يسمي إلا ثقة، فحينئذ يكون مرسله حجة، ولا ينتهض إلى رتبة المتصل"

کتاب الرسالۃ **(ص: ۴۶۱)** میں امام شافعیؒ کا کلام، جس پر اعتماد کیا گیا ہے یہ ہے کہ کبار تابعین کی مرسل روایات اگر دوسری سند سے آجائیں چاہے یہ سند مرسل ہی ہو یا کسی صحابی یا جمہور علماء کا قول اس کا مؤید ہو یا ارسال کرنے والے (تابعی) جب اپنے استاد کا نام لیں تو صرف ثقہ کا ہی نام لیں، اس حالت میں ان کی مرسل حجت ہوتی ہے اور یہ متصل کے درجے تک نہیں پہنچتی۔ **(اختصار علوم الحدیث مع الباحث الحثیث: ص ۴۹، اختصار علوم الحدیث مترجم: ص ۳۷)**۔

(۵)　حافظ ابن الصلاحؒ (م ۶۴۳؁ھ) کہتے ہیں کہ :

" نص الشافعي رضي الله عنه في مراسيل التابعين: أنه يقبل منها المرسل الذي جاء نحوه مسندا، وكذلك لو وافقه مرسل آخر "

تابعین کی مراسیل کے سلسلہ میں امام شافعیؒ نے تصریح کی کہ وہ اس مرسل کو جو اسی طرح مسند بھی آئی ہو، قبول کرتے ہیں، اور ایسے ہی اگر دوسری مرسل اسکے موافق آجائے تب بھی امام شافعیؒ اس مرسل کو قبول کرتے ہیں۔ **(مقدمہ ابن الصلاح: ص ۳۲، ت عتر)**،

(۶)　حافظ ابن الملقنؒ (م ۸۰۴؁ھ) (امام مسلم کا قول کہ مرسل حجت نہیں ہے، کے بعد) کہا کہ :

" نعم إن صح مخرج المرسل كمجيئه من وجه آخر مسندا أي وإن كان ضعيفا كما أسلفنا في آخر النوع الثاني أو مرسلا أرسله من أخذه من غير رجال الأول قلت أو قول صحابي أو عوام أهل العلم كما قاله الشافعي في الرسالة أو فعل صحابي أو بقياس أو بقول الأكثرين أو ينتشر من غير دافع أو يعمل به أهل العصر أو لا دلالة سواه كما قاله الشافعي في الجديد كما أفاده الماوردي أو عرف أنه لا يرسل إلا عن عدل كان صحيحا ويتبين بذلك صحة المرسل "

البتہ اگر مرسل کا مخرج صحیح ہو، جیسے کہ دوسرے طریق سے مسنداً آجائے، بھلے وہ طریق ضعیف ہی کیوں نہ ہو، جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے نوع ثانی کے اخیر میں، یا یہ کہ (وہ مرسل روایت) کسی دوسری سند سے بھی مرسلا آجائے، میں کہتا ہوں یا یہ کہ کسی صحابیؓ کا قول یا عامۃً علماء کا قول (اس مرسل کے موافق ہو) جیسا کہ امام شافعیؒ نے رسالہ میں کہا ہے، یا یہ کہ صحابیؓ کا عمل یا قیاس یا اکثر کا قول (اس کے موافق ہو) یا یہ کہ بغیر کسی خاص وجہ کے وہ مرسل پھیل چکی ہو، یا یہ کہ کسی زمانہ میں اس پر عمل کیا گیا ہو، یا یہ کہ اس کے علاوہ کوئی دلیل نہ ہو، جیسا کہ امام شافعیؒ نے قول جدید میں کہا ہے، جیسا کہ امام ماوردیؒ نے بیان کیا ہے، یا ارسال کرنے والے کے بارے میں یہ معروف ہو کہ وہ عدل راوی سے ہی ارسال کرتا ہے، تو وہ مرسل روایت صحیح ہوگی اور اس کے ذریعہ مرسل کی صحت واضح ہوگی۔ **(المقنع لابن الملقن: ج ۱: ص ۱۳۵)**،

(۷)　محدث رضی الدین ابن الحنبلیؒ (م ۹۷۱؁ھ) کہتے ہیں کہ :

عنـد الشَّـافِعِيِ بِأَحـد خَمْسَـةِ أُمُـور أَن يسْـندهُ غَيـره أَو أَن يُرْسِـلهُ آخـر وشـيوخهما مُخْتَلِفَـة أَو أَن يعضـده قَـول صَـحَابِيّ أَو أَن يعضـده قَـول / أَكثـر الْعلمَـاء أَو أَن يعـرف أَنـه لَا يُرْسـل إِلَّا عَن عدل۔

امام شافعیؒ کے نزدیک پانچ میں سے کسی ایک چیز کے ذریعہ کہ دوسرے نے اسے مسنداً بیان کیا ہو، یا کسی اور بھی اسے مرسلا روایت کیا ہو جبکہ دونوں کے شیوخ مختلف ہوں، یا کسی صحابی کے قول سے اس کی تائید ہوتی ہو، یا اکثر علماء کا قول اس کا مؤید ہو یا ارسال کرنے والے کے بعد یہ معروف ہو کہ وہ عدل راوی سے ہی ارسال کرتا ہے۔ **(قفو الأثر في صفوة علوم الأثر: ص ٦٧)**

(۸)　امام ابو عبد اللہ، محمد بن ابراھیم بن سعد اللہ الکنانی الحمویؒ (م **۷۳۳ھ**) کہتے ہیں کہ

وقـد جعـل الشـافعي لمراسـيل كبـار التـابعين مزيـة كمـا استحسـن مرسـل سـعيد ثـم المنقـول عـن الشـافعي علـى مـا نقلـه البيهقـي وغيـره أن المرسـل إن أسـنده حـافظ غيـر مرسـله أو أرسـله عـن غيـر شـيوخ الأول فيـه أو عضـده قـول صـحابي أو فتـوى أكثـر العلمـاء أو عـرف أنـه لا يرسل إلا عن عدل قبل۔

امام شافعیؒ نے کبارِ تابعین کی مراسیل کو خصوصیت دی ہے، جیسا کہ آپ نے سعیدؒ کی مرسل کو پسند کیا ہے، پھر امام شافعیؒ سے منقول ہے جیسا کہ امام بیہقیؒ اور دوسروں نے نقل کیا ہے کہ اگر مرسل حدیث کو کسی دوسرے حافظ نے مسنداً بیان کیا ہو، یا مرسلاً ہی بیان کیا ہو مگر اس مرسِل کے شیخ، اول مرسِل کے شیخ کے علاوہ ہوں، (یعنی دونوں مرسِلوں کے شیخ الگ الگ ہوں) یا صحابیؓ کے قول یا اکثر علماء کے فتویٰ سے اس کی تائید ہوتی ہو، یا یہ معروف ہو کہ وہ عدل راوی سے ہی ارسال کرتا ہو، تو وہ مرسَل روایت قبول کی جائے گی۔ **(المنهل الروی للحموی: ص ۴۳)**،

(۹)　حافظ سخاویؒ (م **۹۰۲ھ**) کہتے ہیں کہ

وقولـه أو يفصـل أشـار بـه إلـى مـا نـص عليـه الشـافعي - رحمـه الله - تعـالى فـى "الرسـالة" حيـث قـال: إن مراسـيل كبـار التـابعين حجـة إن جـاءت مـن وجـه آخـر، ولـو مرسـلة، أو كـان المرسـل لـو سـمى، لا يسـمى إلا ثقـة، كـذا إذا اعتضـدت بقـول صـحابى أو أكثـر العلمـاء يكـون حجة، ولا ينتهي إلى رتبة المتصل

متن کا قول "یا تو اس میں تفصیل کی جائے گی" آپ کا اشارہ امام شافعیؒ کے اس قول کی طرف ہے جو آپ نے اپنی کتاب "الرسالہ" میں صراحت سے بیان کیا ہے، چنانچہ آپ کہتے ہیں: کبارِ تابعین کی مراسیل حجت ہیں، جبکہ وہ دوسری سند سے آئیں، چاہے وہ دوسری سند مرسل ہی کیوں نہ ہو، یا ارسال کرنے والا جب بھی اپنے شیخ کا نام لے تو کسی ثقہ کا ہی نام لے (یعنی یہ معروف ہو کہ ان کے تمام شیوخ ثقہ ہیں) اسی طرح کسی صحابیؓ یا اکثر علماء کے قول سے اس کی تائید ہوتی ہو، تو وہ مرسل حجت ہو گی، لیکن تب بھی متصل حدیث کے درجہ تک نہیں پہنچے گی۔۔(**الغاية في شرح الهداية في علم الرواية للسخاوی: ص۱۶۷**)

(۱۰)　حافظ ابن رجبؒ (م۷۹۵ھ) نے بھی تقریباً یہی کہا ہے۔(**شرح علل ترمذی: ج۱: ص ۵۴۹**)

ائمہ کی ان تصریحات سے معلوم ہوا کہ امام شافعیؒ کے نزدیک مرسل حجت ہو گی، جب ان کے ذکر کردہ شرائط میں سے کوئی ایک شرط سے مرسل روایت کو تائید حاصل ہو جائے۔

امام شافعیؒ کے منہج سے اس کی دلیل:

پہلی مثال:

امام شافعیؒ (م۲۰۴ھ) نے "**النهي عن بيع اللحم بالحيوان**" کے مسئلے میں سعید بن المسیبؒ کی ایک مرسل حدیث سے احتجاج کیا ہے کہ:

أخبرنا مالك عن زيد بن أسلم عن سعيد بن المسيب أن رسول الله - صلى الله عليه وسلم - نهى عن بيع الحيوان باللحم۔(کتاب الام: ج۳: ص ۸۲)

امام شافعیؒ کے اس احتجاج کی شرح میں امام ابو بکر البیہقیؒ (م۴۵۸ھ) کہتے ہیں کہ:

۔۔۔أكد (مرسل ابن المسيب) في (النهي عن بيع اللحم بالحيوان): - بقول الصديق - رضي الله عنه - وبأنه روي من أوجه أخر مرسلاً۔۔۔

حیوان کے گوشت کی بیع کی ممانعت میں ابن مسیبؒ کی مرسل کو تائید حاصل ہوتی ہے:

(۱)　صدیق اکبرؓ کے قول سے اور

(۲) ایک دوسری مرسل روایت سے **(رسالۃ الإمام أبي بکر البیھقي إلی الإمام أبي محمد الجویني: ص۹۱-۹۲)**

اس سے معلوم ہوا کہ امام شافعیؒ کے نزدیک حدیث مرسل میں ان کی ذکر کردہ تمام شرائط کا ہونا ضروری نہیں۔

دوسری مثال:

امام شافعیؒ **(م۲۰۴؁ھ)** نے حسن بصریؒ کی مرسل روایت نقل کی کہ "**لا نکاح إلا بولي وشاھدي عدلٍ**" اور فرمایا:

وھذا وإن کان منقطعا دون النبي - صلی اللہ علیہ وسلم - فإن أکثر أھل العلم یقول بہ۔۔۔۔۔۔۔ (قال الشافعي): وھو ثابت عن ابن عباس - رضي اللہ عنھما - وغیرہ من أصحاب رسول اللہ - صلی اللہ علیہ وسلم -

یہ حدیث اگرچہ منقطع ہے، رسول اللہ ﷺ سے (متصل) نہیں ہے، لیکن اکثر اہل علم یہی کہتے ہیں کہ نکاح میں ولی اور عادل گواہ ہونے چاہئے، اور یہی بات ابن عباسؓ اور دیگر اصحاب رسول ﷺ سے ثابت ہے۔ **(کتاب الام للشافعی: ج۵: ص۱۸۰)**

امام صاحبؒ کی اس عبارت پر غور کریں کہ اس میں آپؒ نے مرسل کی تائید میں تمام شرائط کا لحاظ نہیں رکھا، بلکہ صرف ۲ شرائط کا ذکر کیا:

(۱) اکثر اہل علم کا یہی قول ہے۔

(۲) صحابیؓ کے فتوی سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ امام شافعیؒ کے نزدیک مرسل کی تائید میں ان کے ذکر کردہ شرائط میں سے کوئی ایک شرط بھی پائی جائے تب بھی مرسل حجت ہوگی۔

ایک قابل غور بات:

امام شافعیؒ نے حسن بصریؒ کی مراسیل سے احتجاج کیا ہے، جبکہ غیر مقلدین حضرات اور ائمہ محدثین کی ایک جماعت کے نزدیک حسن بصریؒ ہر ایک سے (یعنی ثقہ اور ضعیف دونوں طرح کے لوگوں سے) روایت لیتے تھے۔ **(سلسلة الاحاديث الضعيفة: ج ۲: ص ۷۳، سلسلة الحاديث الصحيحة: ج ٦: ص ۷۵٦، توضیح الکلام: ص ۵۴۴)**

لیکن اسکے باوجود بھی جب حسن بصریؒ کی مراسیل کی تائید ان کی کسی دوسری شرط سے ہوئی، تو امام شافعیؒ (م ۲۰۴ھ) نے ان کی مراسیل سے احتجاج کیا، دلیل پکڑی، صرف ایک مقام پر نہیں بلکہ کئی مقامات پر امام شافعیؒ نے مراسیل حسن بصری سے احتجاج کیا ہے، دیکھئے: **رسالة الإمام أبي بكر البيهقي إلى الإمام أبي محمد الجويني: ۹۱-۹۲، کتاب الام: ج ۱: ص ۲۳۴، ج ۳: ص ۷۲۔**

امام عطاء بن ابی رباحؒ (م ۱۱۴ھ) کی مراسیل سے امام شافعیؒ کا احتجاج:

حسن بصریؒ کے مراسیل کے ساتھ ساتھ امام شافعیؒ نے امام عطاء بن ابی رباحؒ (م ۱۱۴ھ) کی مراسیل سے بھی احتجاج کیا ہے۔ **(رسالة الإمام أبي بكر البيهقي إلى الإمام أبي محمد الجويني: ص ۹۴)** جبکہ ائمہ جرح وتعدیل اس پر متفق ہیں کہ وہ ہر ایک سے روایت لیتے تھے۔ **(اتحاف النبيل: ج ۲: ص ۱۴۲)**

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ **مرسل روایت میں اگر کبار تابعی ہر ایک سے روایت کرنے والا ہو، تب بھی اس کی مراسیل حجت ہوں گی، بشر طیکہ ان کی مرسل روایت کی تائید امام شافعیؒ کی بیان کردہ کسی ایک شرط سے ہو جائے۔**

اور امام ابو عبد اللہ، محمد بن ابراھیم بن سعد اللہ الکنانی الحمویؒ (م ۷۳۳ھ)، حافظ ابن کثیرؒ، حافظ ابن **المقلنؒ**، حافظ سخاوی، محدث ابن الحنبلیؒ وغیرہ نے کہا کہ اگر تابعی کبیر صرف ثقہ سے روایت کرنے والا ہو، تو ایسے راوی کی تنہا مرسل روایت مستقل شرط ہونے کی وجہ سے، امام شافعیؒ کے نزدیک مقبول اور حجت ہو گی۔ **(دیکھئے: ص ۴)**[2]

---

[2] یہ شرط درصل امام شافعیؒ نے ارسال کرنے والے (یعنی مرسِل) کیلئے مقرر فرمائی ہے، یہ شرط کوئی لازمی شرط نہیں بلکہ اگر پائی جائے، تو نور علی نور ہے۔

ورنہ چونکہ راوی کبار تابعین میں سے ہے، جو کہ بنیادی شرط ہے، **(ص: ۲)** اور ارسال کرنے والے کی مرسل روایت میں امام شافعیؒ کی (مرسل روایت کیلئے) ذکر کردہ شرائط میں سے کوئی ایک شرط بھی پائی جائے، تو اس مرسِل راوی کا ہر ایک سے روایت کرنے کا احتمال ختم ہو جاتا ہے اور اس خاص مرسل روایت میں اس کا ہر ایک سے روایت کرنے والی بات نقصان دہ نہیں ہے۔

امام شافعیؒ کے نزدیک کبار تابعی سے مراد کون ؟؟؟

امام شافعیؒ نے مراسیل کو قبول کرنے میں پہلی بات یہ کہی ہے کہ راوی کبار تابعین میں سے ہو، یہی وجہ ہے کہ ہم نے اس شرط کو بنیادی شرط قرار دیا ہے، کیونکہ اگر راوی کبار تابعی میں سے نہ ہو، تو امام شافعیؒ اس کی مراسیل کو حجت نہیں سمجھتے۔ دیکھئے **کتاب الرسالۃ: ص ۴۶۵**۔

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ذکر کر دیا جائے کہ امام شافعیؒ کے نزدیک کبار تابعی سے مراد کون لوگ ہیں ؟؟

حافظ ابن رجبؒ (م **۷۹۵ھ**) امام شافعیؒ (م **۲۰۴ھ**) کی عبارت کی شرح میں کہتے ہیں (جس کا خلاصہ یہ ہے):

أن يكون من كبار التابعين فإنهم لا يروون غالبا إلا عن صحابي، أو تابعي كبير۔

کہ امام شافعیؒ کے نزدیک کبار تابعی وہ ہے، جو عام طورے صحابیؓ یا (متقدِم) کبار تابعی سے روایت کریں۔

(شرح علل ترمذی: ج ۱: ص ۵۴۷)

معلوم ہوا کہ امام شافعیؒ کے نزدیک کبار تابعی وہ ہے جو عام طورے صحابیؓ یا متقدِم کبار تابعی سے روایت کرے،

یہی وجہ ہے کہ امام شافعیؒ اور ایک جماعت کے نزدیک حسن بصریؒ، عطاء بن ابی رباحؒ، طاوسؒ، عروۃ بن زبیرؒ، سلیمان بن یسارؒ، ابن سیرینؒ وغیرہ حضرات کبار تابعین میں سے ہیں۔ (**رسالة الإمام أبي بكر البيهقي إلى الإمام أبي محمد الجويني: ص ۹۴**)

خلاصہ :

ان تمام وجوہات کی بنا پر اس مضمون کے شروع میں امام شافعیؒ کی شرائط کو ۲ حصہ میں تقسیم کیا گیا تھا،

i- مرسِل (ارسال کرنے والے) کے لئے شرائط۔

یہی وجہ ہے کہ امام شافعیؒ نے ایسے لوگوں کی مراسیل سے بھی احتجاج کیا ہے، جو محدثین کی ایک جماعت کے نزدیک ہر ایک سے روایت لینے والے ہیں۔ **(دیکھئے ص: ۹)**

ii- مرسل روایت کی شرائط۔

اور پھر امام شافعیؒ کے کلام، منہج اور ائمہ محدثین کے فہم کے مطابق یہ واضح کیا گیا کہ امام شافعیؒ کے نزدیک اصل راوی کبیر تابعی ہو اور اگر اس کی مرسل روایت میں (امام شافعیؒ کی ذکر دہ مرسل روایت کی ۴ شرائط میں سے) کوئی ایک شرط پائی جائے، تو ایسی روایت امام شافعیؒ کے نزدیک مقبول اور حجت ہیں۔ نیز ائمہ محدثین کے نزدیک بھی مرسل معتضد مقبول ہیں۔

مرسل معتضد کے سلسلہ میں دیگر ائمہ محدثین کے ارشادات:

امام شافعیؒ کی طرح محدثین کی ایک جماعت بھی مرسل معتضد کو حجت مانتی ہے:

(۱) امام ابو بکر بیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

" أن يكون الذي أرسله من كبار التابعين الذين إذا ذكروا من سمعوا منه ذكروا قوما عدولا يوثق بخبرهم. فهذا إذا أرسل حديثا نظر في مرسله، فإن انضم إليه ما يؤكده من مرسل غيره، أو قول واحد من الصحابة، أو إليه ذهب عوامّ من أهل العلم - فإنّا نقبل مرسله في الأحكام"

یہ کہ اس (روایت) کو مرسلاً بیان کرنے والا ایسے کبارِ تابعین میں سے ہو کہ جب وہ اپنے شیوخ کا ذکر کریں تو ایسے لوگ ذکر کریں جو عادل ہوں جن کی خبر پر اعتماد کیا جاتا ہو، تو ایسا راوی جب کوئی حدیث مرسلاً بیان کرے تو اس کی مرسل روایت میں غور کیا جائے گا، اگر اسکے ساتھ کوئی ایسی چیز مل جاتی ہے جس سے اسے تقویت ہوتی ہے، جیسے کسی اور کی مرسل یا صحابہؓ میں سے کسی کا قول یا عامۃً اہل علم اسی طرف گئے ہوں، تو اسکی مرسل کو ہم احکام میں قبول کرتے ہیں۔ **(دلائل النبوۃ للبیہقی: ج۱: ص ۴۰)**

(۲) امام ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) کہتے ہیں:

" فإن المرسل إذا صح إلى تابعي كبير، فهو حجة عند خلق من الفقهاء"

پھر مرسَل جب تابعی کبیر تک صحیح ہو، تو وہ فقہاء کی ایک جماعت کے نزدیک حجت ہے۔ **(الموقظة: ص ۳۹)**،

(۳) حافظ ابن الصلاحؒ (م ۶۴۳؁ھ) کہتے ہیں:

”اعلم أن حکم المرسل حکم الحدیث الضعیف، إلا أن یصح مخرجه بمجیئه من وجه آخر“

جان لو! مرسل ضعیف حدیث کے حکم میں ہے، الا یہ کہ اس کا مخرج صحیح ثابت ہو، اس طور پر کہ دوسری سند سے بھی آجائے۔ **(مقدمہ ابن الصلاح: ص ۵۳)**۔

(۴) حافظ سخاویؒ (م ۹۰۲؁ھ) فرماتے ہیں:

” إِذَا صَحَّ یَعْنِي ثَبَتَ (لَنَا) أَهْلِ الْحَدِیثِ، خُصُوصًا الشَّافِعِیَّةَ، تَبَعًا لِنَصِّ إِمَامِهِمْ (مَخْرَجُهُ) أَيْ: اتِّصَالُ الْمُرْسَلِ (بِمُسْنَدٍ) یَجِيءُ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ صَحِیحٍ أَوْ حَسَنٍ أَوْ ضَعِیفٍ یَعْتَضِدُ بِهِ (أَوْ) بِـ (مُرْسَلٍ) آخَرَ (یُخْرِجُهُ) أَيْ: یُرْسِلُهُ (مَنْ لَیْسَ یَرْوِي عَنْ رِجَالِ) أَيْ: شُیُوخِ رَاوِي الْمُرْسَلِ (الْأَوَّلِ) حَتَّى یَغْلِبَ عَلَى الظَّنِّ عَدَمُ اتِّحَادِهِمَا (نَقْبَلْهُ) بِالْجَزْمِ“

جب ہمارے نزدیک (یعنی) اہل حدیث، خاص کر شافعیہ کے نزدیک، ان کے امام کی تصریح کے مطابق، اس کا مخرج صحیح یعنی ثابت ہو جائے، کسی مسند کی وجہ سے، جو صحیح یا حسن یا ضعیف سے سند آئے جس سے وہ مرسل تقویت پائے، یا کسی دوسری مرسل کی وجہ سے، جسے ایسا راوی ارسالاً بیان کر رہا ہو جس کے شیوخ پہلی مرسل روایت کرنے والے کے شیوخ کے علاوہ ہوں، (یعنی دونوں ارسال کرنے والوں کے شیوخ الگ الگ ہوں) یہاں تک کہ یہ غالب گمان ہو جائے کہ دونوں کا مخرج ایک نہیں ہے، تو یقیناً ہم اسے قبول کریں گے۔

(فتح المغیث: ج ۱: ص ۱۸۳، مزید تفصیل کے لئے دیکھئے **الغایة في شرح الهدایة في علم الروایة للسخاوی: ص ۱۶۶)**

(۵) حافظ ابو الفضل العراقیؒ (م ۸۰۶؁ھ) کہتے ہیں:

”لَكِنْ إِذَا صَحَّ لَنَا مَخْرَجُهُ ... بِمُسْنَدٍ أَوْ مُرْسَلٍ یُخْرِجُهُ

مَنْ لَیْسَ یَرْوِي عَنْ رِجَالِ الأَوَّلِ ... نَقْبَلْهُ“

لیکن جب اس کا مخرج ہمارے نزدیک ثابت ہو جائے، کسی اور مسند کی وجہ سے، یا کسی ایسی مرسل کی وجہ سے، جسے ایسے راوی نے روایت کیا ہو جو پہلے کے رجال سے روایت نہیں کرتا ہے، تو ہم اس مرسل کو قبول کریں گے۔ **(الألفية للعراقی: ص۱۰۴، نیز دیکھئے شرح التبصرة والتذكرة = ألفية للعراقي: ج۱: ص۲۰۷)**۔

(۶) امام نوویؒ (م۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

" فإن صح مخرج المرسل بمجيئه من وجه آخر مسنداً أو مرسلاً أرسله من أخذ عن غير رجال الأول كان صحيحاً ، ويتبين بذلك صحة المرسل وأنهما صحيحان لو عارضهما صحيح من طريق رجحناهما عليه إذا تعذر الجمع "

لہٰذا اگر حدیث مرسل کا مخرج صحیح ثابت ہو جائے، دوسری طریق سے وہ حدیث اس طور پر مسند یا مرسل آجائے کہ اسے ایسے شخص نے ارسال کیا ہو جس نے پہلی مرسل حدیث کے رجال سے حدیث نہ لی ہو، تو یہ صحیح ہو جائے گی اور اسی کے ساتھ مرسل کی صحت واضح ہو جائے گی اور یہ دونوں مرسل صحیح ہوں گی اور ان دونوں کے مقابلے میں کوئی حدیث صحیح ایک سند سے آجائے اور ان جمع و تطبیق متعذر ہو، تو ہم ان دونوں مرسل حدیثوں کو اس صحیح حدیث پر ترجیح دیں گے۔ **(التقریب للنووی: ص۳۵)**۔

(۷) امام ابو عبد اللہ، محمد بن ابراھیم بن سعد اللہ الکنانی الحمویؒ (م۷۳۳ھ) کہتے ہیں:

" حكم الْمُرْسل حكم الضَّعِيف إِلَّا أَن يَصح مخرجه بمجيئه من وَجه آخر إِمَّا مُسْندًا أَو مُرْسلا عَن غير رجال الأول فَيكون حجَّة محتجا بِهِ "

مرسل کا حکم وہی ہے جو ضعیف کا حکم ہے، الا یہ کہ اس کا مخرج صحیح ثابت ہو جائے، اس طور پر کہ وہ دوسری سند سے آجائے، یا تو مسنداً یا مرسلاً مگر اس کے رواۃ دوسرے ہوں، اس صورت میں وہ حجت ہو گی، اس سے حجت پکڑی جائے گی۔ **(المنھل الروی للحموی: ص۴۳)**۔

(۸) حافظ ابن حجرؒ (م۸۵۲ھ) کہتے ہیں:

" أن المجموع حجة "

مرسل اور اسکی تائید کرنے والی دوسری مرسل یا مسند کا مجموعہ حجت ہے۔ **(النکت لابن حجر: ج ۲: ص ۵۶۶)**،

(۹) امام شرف الدین الطیبیؒ **(م ۷۴۳؁ھ)** فرماتے ہیں:

" قيل يُحتج بالمرسل مطلقًا، وردّه قوم مطلقًا، والأَوْلى إن صح مخرجه لمجيئه من وجه آخر مُسندًا عن غير رجال الأول، فهو حُجّةٌ وعليه جماهير العلماء والمحدثين ولذلك احتج الشافعي بمراسيل ابن المسيب"

ایک قول ہے کہ مرسل سے مطلقا احتجاج کیا جائے گا، جبکہ دوسرے لوگوں نے اسے مطلقاً رد کیا ہے، اور اولیٰ یہ ہے کہ اگر اس کا مخرج صحیح ہو، اس طور پر دوسری سند سے مسنداً مروی ہو، جس کے روات پہلی (مرسل) کے کے روات کے علاوہ ہوں، تو وہ حجت ہو گی، جمہور علماء اور محدثین کا یہ مذہب ہے، اسی وجہ سے امام شافعیؒ نے ابن المسیبؒ کی مراسیل سے حجت پکڑی ہے۔ **(الخلاصۃ فی معرفۃ الحدیث: ص ۷۲)**،

(۱۰) حافظ ابن القیمؒ **(م ۷۵۱؁ھ)** کہتے ہیں:

" الْمُرْسَلُ إِذَا اتَّصَلَ بِهِ عَمَلٌ، وَعَضَّدَهُ قِيَاسٌ، أَوْ قَوْلُ صَحَابِيٍّ، أَوْ كَانَ مُرْسِلُهُ مَعْرُوفًا بِاخْتِيَارِ الشُّيُوخِ وَرَغْبَتِهِ عَنِ الرِّوَايَةِ عَنِ الضُّعَفَاءِ وَالْمَتْرُوكِينَ وَنَحْوِ ذَلِكَ مِمَّا يَقْتَضِي قُوَّتَهُ عُمِلَ بِهِ"

مرسل سے جب عمل جڑا ہو اور قیاس یا قول صحابی اس کو تقویت دے رہا ہو، یا ارسال کرنے والا (ثقہ) شیوخ کو اختیار کرنے اور ضعفاء و متروکین سے اعراض کرنے میں معروف ہو، اسی طرح دوسری چیزیں ہوں جو اس کی تقویت کا تقاضا کرتی ہوں، تو اس (مرسل) پر عمل کیا جائے گا۔ **(زاد المعاد: ج ۱: ص ۳۶۷)**

- ایک اور مقام پر امام صاحبؒ کہتے ہیں:

" هذه الآثار يقوي بعضها بعضا، وقد تعددت مخارجها واختلفت طرقها، ومرسلها يعضد بمسندها "

یہ آثار ایک دوسرے کو تقویت دیتے ہیں، ان کی مخارج متعدد ہیں اور سندیں مختلف ہیں، اور ان میں مرسل مسند سے مؤید ہو رہی ہیں۔ **(زاد المعاد: ج ۱: ص ۳۶۷)**

(۱۱) حافظ ابن تیمیہؒ (م ۷۲۸ھ) کہتے ہیں:

" المرسل إذا روى من جهات مختلفة لا سيما ممن له عناية بهذا الأمر ويتبع له كان كالمسند "

مرسل جب مختلف سندوں سے روایت کی گئی ہو خاصکر اس شخص کی طرف سے جسے اس چیز (حدیث شریف) کا اہتمام ہو اور اس کی اتباع کیا جاتی ہو، تو وہ (مرسل) مسند کی طرح ہو گی۔ **(الصارم المسلول: ص ۱۴۳)**۔

- ایک اور مقام پر کہتے ہیں:

" هذا المرسل قد عضده ظاهر القرآن والسنة، وقال به جماهير أهل العلم من الصحابة والتابعين ومرسله من أكابر التابعين، ومثل هذا المرسل يحتج به باتفاق الأئمة الأربعة "

اس مرسل کو قرآن و سنت کا ظاہر تقویت دے رہا ہے، اور صحابہ و تابعین میں سے جمہور اہل علم اسی کے قائل ہیں، اور اس کو مرسلاً بیان کرنے والا بڑے درجے کے تابعین میں سے ہے، اس طرح کی مرسل سے باتفاق ائمہ اربعہ حجت پکڑی جاتی ہے۔ **(الفتاوی الکبری: ج ۲: ص ۲۸۹)**۔

- ایک جگہ تحریر کرتے ہیں:

" المرسل في أحد قولي العلماء حجة كمذهب أبي حنيفة ومالك وأحمد في إحدى الروايتين عنه، وفي الآخر هو حجة إذا عضده قول جمهور أهل العلم، وظاهر القرآن أو أرسل من وجه آخر، وهذا قول الشافعي، فمثل هذا المرسل حجة باتفاق العلماء "

مرسل، علماء کے دو میں اسے ایک قول میں حجت ہے، جیسا کہ امام ابو حنیفہ، امام مالک اور ایک روایت میں امام احمد کا مذہب ہے، اور دوسرے قول میں وہ اس وقت حجت ہے، جب جمہور اہل علم کے قول اور ظاہر قرآن سے اسے

تقویت ہوتی ہو، یا دوسری سند سے مرسلاً بیان کی گئی ہو، یہ امام شافعیؒ کا قول ہے، تو اس طرح کی مرسل باتفاق علماء حجت ہے ۔**(ایضاً: ج۳: ص۱۰۹، دیکھئے بیان تلبیس الجهمية في تأسيس بدعهم الكلامية: ج٦: ص۴۴۸)**

معلوم ہوا کہ مرسل معتضد یعنی وہ مرسل جس کی تائید دوسری ضعیف مرسل یا مسند سے ہو جائے، تو وہ امام شافعیؒ **(م ۲۰۴ھ)** کے ساتھ ساتھ محدثین اور ائمہ کے نزدیک صحیح اور حجت ہے۔

مرسل معتضد پر اہل حدیث علماء کے اعتراضات کے جوابات۔

اہل حدیث حضرات کے نزدیک مرسل معتضد حجت ہے۔(**الاجماع: ش۱: ص ۶۵**)، مگر ارشاد الحق اثری صاحب اور دیگر علماء اس پر چند اعتراضات کئے ہیں، جو مع جواب ملاحظہ فرمایئے۔

اعتراض نمبر ۱:

یحیی گوندلوی صاحب کہتے ہیں کہ مرسل معتضد اس وقت حجت ہوتی ہے، جب تابعی کی عادت ہو کہ جب چھوڑے تو ثقہ چھوڑے، مگر ابو العالیہ الریاحیؒ کے متعلق ثابت نہیں، اس کے بعد موصوف نے حافظ ذہبیؒ کی عبارت نقل کی۔(**خیر الکلام: ص۲۵۹**)

الجواب نمبر ۱:

ابو العالیہؒ(م ۹۳ھ) کے متعلق یہ ثابت نہیں کہ وہ غیر ثقہ سے ارسال کرتے تھے، لہذا ارانج یہی ہے کہ وہ روایت لینے میں چھان بین کرتے اور عام طور سے ثقہ یا صدوق سے روایت لیتے تھے۔(**اس کی تفصیل اگلے شمارے میں آئے گی**)

الجواب نمبر ۲:

اگر بالفرض ابو العالیہؒ غیر ثقہ سے ارسال کرتے تھے، تب بھی ابن عباسؓ کی متصل روایت (**القراءۃ خلف الامام للبیہقی: ص۱۰۹، تفسیر ابن جریر الطبری: ج۱۳: ص۳۵۰، الاعتبار للحازمی: ص۹۸**) کی وجہ سے ابو العالیہؒ کی مرسل روایت امام شافعیؒ اور ائمہ عظامؒ کے منہج کے مطابق مقبول اور حجت ہے، دیکھئے **ص:۸**۔

لہذا اہلحدیث حضرات یا تو یہ روایت مرسل معتضد ہونے کی وجہ قبول کرلیں، ورنہ سلف وائمہ محدثین کے منہج کے مقابلے میں آکر، مرسل معتضد کی حجیت کا انکار کردیں، جیسا کہ زبیر علی زئی صاحب نے کیا ہے۔(**اختصار علوم الحدیث مترجم: ص۳۷**)

لیکن گزارش ہے کہ امام شافعیؒ، ائمہ محدثین کا نام اور مرسل معتضد کی حجیت، اور اس کے اصول وضوابط کا اقرار کرکے، اس روایت کا انکار نہ کریں۔

اعتراض نمبر ۲ :

ارشاد الحق اثری صاحب کہتے ہیں کہ بلاشبہ مرسل معتضد حجت ہے، مگر اسی وقت جب کہ وہ صحیح روایات کے خلاف نہ ہو۔

الجواب:

اولاً: ہمارے علم کے مطابق اثری صاحب نے یہ شرط امام بیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) سے لی ہے کیونکہ انہوں نے یہ شرط اپنی کتاب میں ذکر کی ہے۔ **(کتاب القراءت للبیہقی: ص ۲۰۱)**، اور یہاں مرسل صحیح حدیث کے خلاف نہ ہو، سے امام بیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) کی مراد یہ ہے کہ ثقہ مرسل اپنی روایت میں اوثق راوی کی روایت کے الفاظ کی مخالفت نہ کرتا ہو، کیونکہ امام بیہقیؒ جگہ جگہ امام شافعیؒ کے آثار سے استدلال کیا ہے اور امام شافعیؒ کے آثار میں اس کی صراحت موجود ہے کہ " **يكون إذا شرك أحدا من الحفاظ في حديث لم يخالفه, فإن خالفه وجد حديثه أنقص كانت في هذه دلائل على صحة مخرج حديثه ومتى خالف ما وصفت أضر بحديثه حتى لا يسع أحدا منهم قبول مرسله** "۔ **(معرفۃ السنن والآثار: ج ۱: ص ۱۶۲)** نیز امام بیہقیؒ نے کتاب القراءۃ میں شرائط کتاب المدخل کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ **(کتاب القراءت للبیہقی: ص ۲۰۱)**، اور کتاب المدخل میں بھی وہی بات ہے جو ہم نے کتاب المعرفۃ کے حوالے سے ذکر کی ہے۔ **(کتاب المدخل للبیہقی: ج ۱: ص ۳۴۷، ت محمد عوامہ)**، لہذا یہاں پر شرط صحیح حدیث سے مراد شاذ والی بات ہے، جس کا ابو العالیہؒ والی روایت سے کچھ بھی لینا دینا نہیں ہے، کیونکہ ابو العالیہؒ نے اپنی روایت کے الفاظ کو بیان کرنے میں کسی بھی اوثق راوی کی مخالفت نہیں کی۔

دوم: اگر ارشاد الحق اثری صاحب کو اصرار ہے کہ یہاں پر صحیح حدیث سے مراد اس مسئلے میں موجود دوسری صحیح متصل روایات ہے تو عرض ہے کہ امام نوویؒ (م ۶۷۶ھ) نے اس اصول کا رد کیا ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ " **فإن صح مخرج المرسل بمجيئه من وجه آخر مسندا أو مرسلا أرسله من أخذ عن غير رجال الأول كان صحيحاً, ويتبين بذلك صحة المرسل وأنهما صحيحان لو عارضهما صحيح من طريق رجحناهما عليه إذا تعذر الجمع** " لہذا اگر حدیث مرسل کا مخرج صحیح ثابت ہو جائے، دوسری طریق سے وہ حدیث اس طور پر مسند یا مرسل آجائے کہ اسے ایسے شخص نے ارسال کیا ہو جس نے پہلی مرسل حدیث کے رجال سے حدیث نہ لی ہو، تو یہ صحیح ہو جائے گی اور اسی کے ساتھ مرسل کی صحت واضح ہو جائے گی اور یہ دونوں مرسل صحیح ہوں گی اور ان دونوں کے مقابلے میں کوئی حدیث صحیح ایک

سند سے آجائے اور ان میں جمع و تطبیق متعذر ہو، تو ہم ان دونوں مرسل حدیثوں کو اس صحیح حدیث پر ترجیح دیں گے۔ **(التقریب للنووی: ص ۳۵)**

لہذا راجح بات وہی ہے جو ہم نے (اولاً کے تحت) ذکر کی ہے۔

خلاصہ یہ کہ مرسل معتضد یعنی وہ مرسل جس کی تائید دوسری ضعیف مرسل یا مسند ہو جائے، تو وہ امام شافعیؒ (م ۲۰۴؁ھ) کے ساتھ ساتھ محدثین اور ائمہ کے نزدیک صحیح اور حجت ہے۔

سلسلۃ توثیقات امام اعظمؒ باسناد صحیح ۷

امام حماد بن زیدؒ (م ۱۷۹ھ) کی نظر میں امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) ثقہ ہیں۔

-مولانا نذیر الدین قاسمی

حافظ المغرب، امام ابن عبد البرؒ (م ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں کہ:

قال (أبو يعقوب يوسف بن أحمد) ونا الحسن بن الخضر الأسيوطي قال نا أبو بشر الدولابي قال نا محمد بن سعدان قال نا سليمان بن حرب قال سمعت حماد بن زيد يقول والله إني لأحب أبا حنيفة لحبه لأيوب وروى حماد بن زيد عن أبي حنيفة أحاديث كثيرة

امام حمادؒ کہتے ہیں: قسم بخدا! میں ابو حنیفہ سے محبت کرتا ہوں، اس لئے کہ وہ ایوبؒ سے محبت کرتے ہیں، اور حماد ابن زیدؒ نے امام ابو حنیفہ سے بہت سی حدیثیں روایت کی ہیں۔ **(الانتقاء لابن عبد البر: صفحہ ۱۳۰)**

اس روایت کے راویوں کی تحقیق یہ ہے:

۱ – حافظ ابن عبد البرؒ (م ۴۶۳ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث اور حافظ المغرب ہیں۔ **(سیر اعلام النبلاء)**

۲ – ابو یعقوب یوسف بن احمد الصیدلانیؒ (م ۳۸۸ھ) بھی صدوق اور حسن الحدیث ہیں **(الاجماع: شمارہ ۳: ص ۲۸۴)**

۳ – حسن بن الخضر الاسیوطیؒ (م ۳۶۱ھ) ثقہ ہیں۔ **(الدلیل المغنی: صفحہ ۱۷۷)**

۴ – حافظ الحدیث، امام ابو بشر الدولابیؒ (م ۳۱۰ھ) بھی ثقہ ہیں۔ **(کتاب الثقات للقاسم: جلد ۸: صفحہ ۱۲۳، مجلہ الإجماع: شمارہ نمبر ۲: صفحہ ۴)**

۵ – محمد بن سعدانؒ بھی صدوق ہیں۔ **(الاجماع: شمارہ نمبر ۹: صفحہ ۵۰)**

۶ – حافظ الحدیث، سلیمان بن حربؒ صحیحین کے راوی ہیں، اور ثقہ، مضبوط اور فقیہ ہیں۔ **(تقریب: رقم ۱۴۹۸)**

معلوم ہوا کہ یہ سند حسن ہے۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ:

۱ – امام أیوب سختیانیؒ (م ۱۳۱ھ) امام ابو حنیفہؒ سے محبت کرتے تھے، انہیں پسند کرتے تھے۔

۲ – امام حماد بن زیدؒ (م ۱۷۹ھ) بھی امام صاحبؒ کو پسند کرتے تھے۔

۳ – حماد بن زیدؒ امام ابو حنیفہؒ سے روایت بھی کرتے تھے۔

اور امام حماد بن زیدؒ اپنے نزدیک صرف ثقہ سے روایت کرتے تھے، جیسا کہ غیر مقلدین نے واضح کیا ہے۔ **(دراسات حدیثیۃ متعلقۃ بمن لا یروی الا عن ثقۃ للشیخ ابی عمرو الوصابی : صفحہ ۲۳۲)**

ثابت ہوا کہ امام ابو حنیفہؒ امام حماد بن زیدؒ کے نزدیک ثقہ ہیں۔

نوٹ:

بعض روایات میں ہے کہ امام ایوب سختیانیؒ نے امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں غیر مناسب الفاظ کہے۔

لیکن ان کا جواب دیا جا چکا کہ متأخرین ائمہ جرح و تعدیل نے ان روایات پر اعتماد نہیں کیا اور نہ ہی ان کو اپنی کتاب میں نقل کیا ہے، دیکھئے، **الاجماع: شمارہ نمبر ۵: صفحہ ۱۰۴**۔

نیز، امام ایوبؒ کی وفات کے بعد امام حمادؒ یہ روایت اپنے شاگرد حافظ الحدیث، سلیمان بن حربؒ کو بیان کر رہے ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ایوبؒ، امام ابو حنیفہ اور امام حماد بن زیدؒ کے درمیان حالات خوشگوار تھے۔

پھر امام ابو عبد اللہ **الصیمری**ؒ (م ۴۳۶؁ھ) نے ایک روایت ذکر کی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ اور امام حماد بن زیدؒ کے درمیان خوشگوار تعلقات تھے۔[3]

خلاصہ یہ کہ امام حماد بن زیدؒ (م ۱۷۹؁ھ) کے نزدیک امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰؁ھ) ثقہ ہیں۔اور امام اَیوب سختیانیؒ (م ۱۳۱؁ھ) کے امام صاحبؒ سے خوشگوار تعلقات تھے اور وہ ان کی تعریف کرتے تھے، جیسا کہ گزر چکا۔ **(الاجماع: ش ۹ : ص ۴۹)**

---

[3] امام ابو عبد اللہ الصمیریؒ (م ۴۳۶؁ھ) کہتے ہیں:

أخبرنا أحمد بن محمد الصيرفي قال ثنا علي بن عمرو الحريري قال ثنا ابن كأس النخعي قال ثنا محمد بن سعدان قال ثنا أبو سليمان قال ثنا حماد بن زيد قال كنا نأتي عمرو بن دينار فيحدثنا فإذا جاء أبو حنيفة اقبل عليه وتركنا حتى نسأل ابا حنيفة ان يكلمه وكان يقول يا أبا محمد حدثهم فيحدثنا۔

ابو سلیمانؒ کہتے ہیں کہ ہم سے حماد بن زیدؒ نے بیان کیا کہ ہم عمرو بن دینارؒ کے پاس آتے تو وہ ہمیں حدیث بیان کرتے، پھر جب ابو حنیفہؒ آتے تو وہ ان کی طرف متوجہ ہو جاتے اور ہم چھوڑ دیتے، یہاں تک کہ ہم ابو حنیفہؒ سے درخواست کرتے کہ ان سے عرض کریں تو وہ کہتے ابو محمد! انہیں حدیث بیان کیجئے پس وہ ہمیں حدیث بیان کرتے۔ **(اخبار احنیفۃ و اصحابہ: ص ۸۰)**

اس روایت کے تمام رواۃ ثقہ یا صدوق ہیں اور سند حسن ہے۔

قاضی اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہؒ (م ۲۱۲ھ) ائمہ کی نظر میں۔

-مولانا نذیر الدین قاسمی

اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہؒ (م ۲۱۲ھ) جمہور ائمہ اور محدثین کے نزدیک صدوق اور حسن الحدیث ہیں۔

پہلے ان پر موجود جروحات مع جوابات ملاحظہ فرمائیے:

- حافظ صالح بن محمد جزرۃ (م ۲۹۳ھ) کہتے ہیں کہ اسماعیل بن حماد جہمی ہیں، ثقہ نہیں ہیں۔ **(تاریخ بغداد)**

الجواب:

حافظ ابو علی، صالح بن محمدؒ (م ۲۹۳ھ) نے ان پر جہمی ہونے کی وجہ سے کلام کیا ہے، جس کے جواب میں حافظ قاسم بن قطلوبغاؒ (م ۸۷۹ھ) فرماتے ہیں کہ:

"قلت: التجهم: الكلام في الصفات، وهي مسألة معروفة لا تقتضي عدم الثقة"

میں کہتا ہوں: اس جرح سے ان کا عدم ثقہ ہونا لازم نہیں آتا۔ **(کتاب الثقات للقاسم: جلد ۲: صفحہ ۳۷۰، ۳۷۱)**

- حافظ ابن عدیؒ نے انہیں ضعیف قرار دیا ہے۔ **(میزان، الکامل)**

الجواب:

یہ جرح غیر مفسر ہے، جو کہ غیر مقلدین کے نزدیک مقبول نہیں۔ **(مجلہ الاجماع: شمار نمبر ۲: صفحہ ۱۷۹)**

نیز، ابن عدیؒ اصحاب الرائے کے سلسلہ میں متشدد ہیں۔ **(الکامل: جلد ۷: صفحہ ۳۷۸، مناقب للذہبی: صفحہ ۸۰)**، شیخ شعیب الارناؤطؒ اور شیخ بشار عواد معروفؒ نے بھی احناف کے سلسلہ میں ان کے متشدد ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے، جس کا حوالہ آگے آرہا ہے۔

لہذا ان کی جرح غیر مقبول ہے۔

- حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲؁ھ) فرماتے ہیں کہ ان پر کلام کیا گیا ہے۔ **(تقریب)**

الجواب:

حافظؒ کے کلام کے جواب میں، شیخ شعیب الارناؤطؒ اور شیخ بشار عواد معروفؒ کہتے ہیں کہ:

"قوله: "تكلموا فيه" يشير إلى كلام ابن عدى وصالح جزرة فيه، وما أنصفه بعض المحدثين، ولا أنصفوا جده"

حافظؒ کا قول: " اسماعیلؒ پر کلام کیا گیا ہے" ابن عدیؒ اور صالح جزرہؒ کے قول کی طرف اشارہ ہے، اور بعض محدثین نے نہ اسماعیل کے ساتھ انصاف کا معاملہ کیا اور نہ ان کے دادا کے ساتھ۔

آگے موصوف دونوں حضراتؒ نے کہا کہ: اسماعیلؒ بغداد کے مغربی جانب میں علماء کے قاضی تھے، اور ان کے بارے میں امام محمد بن عبد اللہ بن المثنی ابو عبد اللہ القاضی الانصاریؒ (م ۲۱۵؁ھ) کی توثیق وتعریف نقل کی ہے (جس کی تفصیل اسماعیل بن حماد کی توثیق کے تحت آرہی ہے)

ان حضرات کے الفاظ یہ ہیں:

فقد كان إسماعيل هذا من القضاة العلماء، ولي قضاء الجانب الشرقي من بغداد وقضاء البصرة والرقة، وصنَّف كتاب "الجامع" في الفقه، قال محمد بن عبد الله الأنصاري قاضي البصرة - وهو ثقة روى له أصحاب الكتب الستة: ما وَلِيَ القضاءَ من لَدُن عمر (بن الخطاب) إلى اليوم أعلمُ من إسماعيل بن حماد. قيل: ولا الحسن البصري؟ قال: ولا الحسن۔ (تحرير تقريب التهذيب: ج ۱: ص ۱۳۲)

لہٰذا حافظؒ کے قول سے بھی اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہؒ کی تضعیف لازم نہیں آتی۔ اس کے برخلاف ائمہ نے آپ کی توثیق و ثنا فرمائی ہے، جو کہ درجِ ذیل ہے:

۱) امام ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

"وكان صالحا دينا عابدا، محمود القضاء"۔

اسماعیلؒ نیک، دیندار، عبادت گزار تھے، وہ قابلِ تعریف فیصلے کرنے والے تھے۔ **(تاریخ الاسلام: جلد ۵: صفحہ ۲۷۷)**

- اسی طرح العبر میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"كان موصوفاً بالزهد و العبادة و العدل في الأحكام"۔

آپؒ زہد، عبادت اور فیصلوں میں انصاف کے ساتھ متصف تھے۔ **(العبر للذہبیؒ: جلد ۱: صفحہ ۲۸۴)**

- نیز، ان کی روایت کو حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) حسن بھی کہا ہے۔ **(مناقب للذہبی: صفحہ ۸۰، تاریخ الاسلام: جلد ۴: صفحہ ۹۵۵)**

۲) امام محمد بن علی ابن العمرانیؒ (م ۵۸۰ھ) فرماتے ہیں کہ:

"قضاة الأمين: إسماعيل بن حمّاد بن أبى حنيفة"

فقیہ اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہؒ (م ۲۱۲ھ) امانت دار قاضی ہیں۔ **(الانباء لابن العمرانی: صفحہ ۹۶)**

۳) ثقہ، امام ابو محمد عبد اللہ بن اسد الیافعیؒ (م ۷۶۸ھ) اور

۴) امام ابن العماد حنبلیؒ (م ۱۰۸۹ھ) فرماتے ہیں کہ:

"كان موصوفاً بالزهد و العبادة و العدل في الأحكام"

آپ ؒ زہد، عبادت اور فیصلوں میں انصاف کے ساتھ متصف تھے۔ **(مرآۃ الجنان للیافعی: جلد ۲: صفحہ ۴۰، شذرات الذھب: جلد ۳: صفحہ ۵۷)**

۵) امام، حافظ سبط ابن الجوزیؒ (م ۶۵۴ھ) فرماتے ہیں کہ:

''كان عالمًا زاهدًا عابدًا وَرِعًا، وكان المأمون يثني عليه''

اسماعیلؒ، عالم، زاہد، عبادت گزار اور اللہ سے ڈرنے والے تھے (خلیفہ) مامون آپ کی تعریف کرتے تھے۔

- نیز فرماتے ہیں کہ:

''وكان ثقةً صدوقًا أمينًا فاضلً''

اسماعیلؒ ثقہ، صدوق، امانت دار (اور) فاضل تھے۔ **(مرآۃ الزمان لسبط ابن الجوزی: جلد ۱۴: صفحہ ۱۲۴، ۱۲۵)**

۶) امام ابو بکر محمد بن خلف الوکیعیؒ (م ۳۰۶ھ) فرماتے ہیں کہ محدثین نے کہا کہ: اسماعیل بن حماد ابن ابی حنیفہؒ پکے سلفی تھے۔ **(اخبار القضاۃ: جلد ۲: صفحہ ۱۶۷)**

۷) امام محمد بن عبد اللہ بن المثنیٰ ابو عبد اللہ القاضی الانصاریؒ (م ۲۱۵ھ) فرماتے ہیں کہ:

''ما ولي القضاء من لدن عُمَر بن الخطاب إِلَى يوم الناس أعلم من إسماعيل بُن حماد بن أبي حنيفة، ولو وليكم وهو صحيح لفرغ من أحكامه في سنة، فَقَالَ: أَبُو بكر الجني: يا أبا عَبْد اللهِ ولا الْحَسَن بْن أبي الْحَسَن قال: ولا الْحَسَن''

حضرت عمرؓ کے دور سے آج تک، قاضی اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہؒ سے زیادہ جاننے والا کوئی شخص قاضی نہیں بنا۔۔۔ان سے کہا کہ: کیا حسن بصریؒ بھی اسماعیل بن حمادؒ سے زیادہ جاننے والے نہیں تھے؟ انہوں نے کہا کہ: نہیں۔

(اخبار القضاۃ: جلد ۲: صفحہ ۱۷۰)[4]

---

[4] اس کی سند یوں ہے: محدث محمد بن خلف بن حیان، ابو بکر وکیع القاضیؒ (م ۳۰۶؁ھ) کہتے ہیں کہ:

أَخبَرَنِي إبراهيم بن أبي عُثمَان قال: حَدَّثَنِي العباس بن ميمون، قال: سمعت مُحَمَّد بن عَبْد اللهِ الأنصاري يقول: ما ولي القضاء من لدن عُمَر بن الخطاب إلَى يوم الناس أعلم من إسماعيل بن حماد بن أبي حنيفة، ولو وليكم وهو صحيح لفرغ من أحكامه في سنة، فَقَالَ: أَبُو بكر الجني: يا أبا عَبْد اللهِ ولا الْحَسَن بن أبي الْحَسَن قال: ولا الْحَسَن۔ (اخبار القضاۃ: ج ۲: ص ۱۷۰)

سند کے روات کی تحقیق:

(۱) محدث محمد بن خلف بن حیان، ابو بکر وکیع القاضیؒ (م ۳۰۶؁ھ) مشہور ثقہ، فاضل امام ہیں۔ **(کتاب الثقات للقاسم: ج ۸: ص ۲۷۱)**

(۲) ابراہیم بن ابی عثمانؒ سے مراد ابراہیم بن سعیدؒ ہے۔ **(اخبار القضاۃ: ج ۱: ص ۳۵۳)** اور ابراہیم بن ابی عثمان سعید الجوہریؒ (م ۲۵۰؁ھ) ثقہ ہیں۔ **(تقریب: رقم ۱۷۹)**

(۳) ابو الفضل، عباس بن میمونؒ بن طائع البصری بھی صدوق ہیں۔ **(تاریخ ابن عساکر: ج ۱: ص ۲۲۱، ج ۲۴: ص ۳۶۱، لسان المیزان: ج ۷: ص ۵۲۱)**

ان سے ائمہ کی ایک جماعت مثلاً ابراہیم بن ابی عثمان سعید الجوہریؒ (م ۲۵۰؁ھ)، عبد اللہ بن ابی سعد الوراقؒ (م ۲۷۴؁ھ)، احمد بن ابی طاہر، ابو الفضلؒ (م ۲۸۰؁ھ)، قاسم بن محمد بن بشارؒ (م ۳۰۵؁ھ)، ہشام بن محمد الخزاعیؒ (م ۳۱۲؁ھ)، مشہور نحوی، امام مبردؒ (م ۲۸۵؁ھ)، عسل بن ذکوانؒ اللغوی النحوی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ **(کشف المشکل من الصحیحین لابن الجوزی: ج ۲: ص ۱۶۹، کتاب بغداد: ص ۱۱۷، المنتظم لابن الجوزی: ج ۶: ص ۳۴۱، تاریخ بغداد: ج ۱۴: ص ۶۹، تصحیفات المحدثین للعسکری: ج ۱: ص ۱۵۲-۱۵۳)**

اور حافظ ابن الجوزیؒ (م ۵۹۷؁ھ) نے ان کی حدیث بوجہ استدلال صحیح قرار دیا ہے۔ **(کشف المشکل من الصحیحین لابن الجوزی: ج ۲: ص ۱۶۹، فتاوی نذیریہ: ج ۳: ص ۳۱۶)**، لہذا ابو الفضل، عباس بن میمونؒ بن طائع البصریؒ ابن الجوزیؒ کے نزدیک صدوق ہیں۔

نیز شیخ الالبانیؒ کے اصول کی روشنی میں بھی وہ صدوق ہیں۔ **(تمام المنہ: صفحہ ۲۰۴ تا ۲۰۷)**

۸) امام ابو العباس ابن خلکانؒ (م ۶۸۱؁ھ) فرماتے ہیں کہ:

"الإمام بلا مدافعة، ذو الفضائل الشريفة و الخصال المنيفة"۔

بغیر کسی اختلاف کے وہ امام ہیں، اچھے فضائل اور اونچی صفات والے ہیں،

- نیز آخیر میں فرماتے ہیں کہ وہ جوانی میں انتقال کر گئے، اگر لمبی عمر پاتے تو وہ لوگوں نے ضرور بضرور عظیم مقام پاتے، اللہ ان پر رحم فرمائے۔ **(وفیات الاعیان: جلد ۷: صفحہ ۳۴۹-۳۵۰)**

۹) امام عبد القادر القرشیؒ (م ۷۷۵؁ھ) فرماتے ہیں کہ:

"الإمام بلا مدافعة، ذو الفضائل الشريفة و الخصال المنيفة"۔

بغیر کسی اختلاف کے وہ امام ہیں، اچھے فضائل اور اونچی صفات والے ہیں۔

- آگے کہتے ہیں کہ:

"وَكَانَ بَصِيرًا بِالْقَضَاءِ مَحْمُودًا فِيهِ عَارِفًا بِالْأَحْكَامِ والوقائع والنوازل والحوادث صَالحا دينا عابدا زاهدا"

آپ قضا کی بصیرت رکھنے والا، اس باب میں قابل تعریف تھے، احکام، واقعات، پریشان کن حالات اور حادثات کے جاننے والے، صالح، دین دار، عابد اور زاہد تھے۔ **(الجواھر المضیئة: جلد ۱: صفحہ ۱۴۸)**،

۱۰) امام، حافظ صلاح الدینؒ (م ۷۶۴؁ھ) فرماتے ہیں کہ:

"كان عالمًا زاهدًا عابدًا وَرِعًا، و كان المأمونُ يثني عليه"

---

(۴) امام ابو عبد اللہ، محمد بن عبد اللہ ابن المثنی الانصاری القاضیؒ (م ۲۱۵؁ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ ہیں۔ **(تقریب: رقم ۶۰۴۶)**

لہذا یہ سند حسن ہے۔

اسماعیلؒ عالم، زاہد، عبادت گزار اور اللہ سے ڈرنے والے تھے، (خلیفہ) مامون آپ کی تعریف کرتے تھے۔

نیز فرماتے ہیں کہ:

"وكان ثقةً صدوقًا"

اسماعیلؒ، ثقہ، صدوق تھے۔ **(الوافی بالوفیات للصدفی: جلد۹: صفحہ ۶۸)**،

۱۱) فقیہ تقی الدین الغزیؒ **(م ۱۰۱۰ھ)** فرماتے ہیں کہ:

"وكان بصيراً بالقضاء، محموداً فيه، عارفاً بالأحكام، والوقائع، والنوازل، والحوادث، صالحاً ديناً"

آپ قضا کی بصیرت رکھنے والا، اس باب میں قابل تعریف تھے، احکام، واقعات، پریشان کن حالات اور حادثات کے جاننے والے، صالح، دین دار تھے۔ **(الطبقات السنیۃ: صفحہ ۱۷۵)**

حافظ الحدیث امام قاسم بن قطلوبغاؒ **(م ۸۷۶ھ)** نے آپ کو ثقات میں شمار کیا ہے۔ **(کتاب الثقات للقاسم: جلد ۲: صفحہ ۳۶۹)**

- ایک اور جگہ کہا کہ

"كان إمامًا عالمًا عارفا بصيرا بالقضاء، محمود السيرة فيه، فقيهًا عارفا بالأحكام والوقائع ديِّنًا، صالحا، عابدًا"

آپؒ امام، عالم، معرفت رکھنے والے، قضاء کی بصیرت رکھنے والے، اس (یعنی قضا کے باب) میں قابل تعریف طریقہ پر چلنے والے، فقیہ، احکام وواقعات کی معرفت رکھنے والے، دین دار، صالح اور عابد تھے۔ **(تاج التراجم: صفحہ ۱۳۴)**

معلوم ہوا کہ اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہؒ ائمہ کے نزدیک ثقہ، صدوق ہیں اور ان پر کلام باطل ومردود ہے۔